مغربی اقوام کے یہ ظالمانہ حملے صرف اردن وشام پر نہیں بلکہ پورے مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج ہیں۔ یہ پورے کفر کی یلغار ہے اسلام پر، اور پورے باطل کی للکار ہے حق کے خلاف ——— آج خالدبن ولیدؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ کی پاکیزہ روحیں بےچین ہیں کہ کوئی اٹھے اور ایک بار پھر اپنی پرسوز نے اور جگر پاش نعروں سے غافل ملتِ محمدیؐ کو جھنجوڑ کر رکھ دے۔ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی وہ پکار جس کے ذریعہ حضرت خالدبن ولیدؓ نے ایک بار گرتی ہوئی فوج کو سنبھالا دیا تھا ——— واہ محمداہ ——— واہ محمداہ ——— للاسلام وللمسلمین۔

○

پچھلے دنوں ملتان میں جمعیۃ العلماء اسلام کے ایک ممتاز قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور دیگر کئی جماعتوں کے ممتاز اور امن پسند شہریوں کو صرف اس جرم کی پاداش میں جیل جانا پڑا۔ کہ وہ "جشنِ ملتان" میں ہونے والے غیر شرعی اخلاق سوز تقریبات رقص وسرود، راگ و رنگ کے پروگراموں پر احتجاج کر رہے تھے۔ آج جب کہ ہمارا ملک شدید قسم کے معاشی، سماجی اور اخلاقی مسائل سے دوچار ہے۔ خارجی استحکام اور بچاؤ کے لئے ایک ایک کوڑی کی ضرورت ہے، عوام کو زندگی کی بنیادی ضروریات بآسانی میسر نہیں ہو رہی ہیں۔ ایسے حالات میں اس قسم کے جشنوں کا انعقاد ہی سرے سے محلِ بحث ہے کہ ایک ترقی پذیر قوم اس عیاشی کی متحمل کہاں تک ہو سکتی ہے۔؟ مگر حضرت مفتی محمود صاحب اور ان کے امن پسند رفقاء کا مطالبہ تو صرف یہ تھا کہ اس جشن سے وہ ایمان سوز غیر شرعی پروگرام حذف کر دیئے جائیں جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ دن بدن روبہ زوال ہوتا جا رہا ہے۔ غنڈہ گردی، بے حیائی، بدامنی کا فروغ ہو رہا ہے۔ شرفاء کی عزت وناموس اور پاکبازوں کی عفت وعصمت سماج دشمن عناصر کے ہاتھوں دن دھاڑے لٹ رہا ہے۔ اور جس کے انسداد و استیصال کے لئے نہ صرف علماء بلکہ خود گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ خان صاحب متفکر اور پریشان ہیں۔ ہم پورے جذبۂ خیر خواہی سے اربابِ اقتدار سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا اصلاحِ معاشرہ کے لئے جدوجہد کرنا اور ملک کو اخلاقی زوال اور سماجی بربادی سے بچانے کی کوشش قابلِ دست اندازی جرم ہے۔؟ اور کیا یہ اصلاحی کوششیں ملک سے غداری کی مترادف ہیں؟ اور کیا ایسے نازک حالات میں جن سے ہمارا ملک دوچار ہے، رقص وسرود کی محفلیں منانا ملک کی خیر خواہی ہے؟ ان حضرات کی گرفتاری پر عام مسلمانوں کا اظہارِ افسوس اور غم بالکل بجا ہے۔ پھر جب کہ ہماری معلومات کے مطابق ان حضرات نے گرفتاری تک اپنے مطالبہ کیلئے کوئی غیر قانونی قدم نہیں اٹھایا

تھا، نہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی گئی تھی، نہ کوئی ایجی ٹیشن کرایا گیا تھا اور نہ کوئی عام جلسہ ـــــ تو انتظامیہ کے اس اقدام کو کوئی جواز نہیں ملتا۔

○

ایک وقیع اور سنجیدہ کتاب "علم جدید کا چیلنج" سے ایک اقتباس (ص ۲۶۹) تعدد ازدواج پر پابندی لگانے والوں کی خدمت میں بلا تبصرہ پیش ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

" اسلام میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسکو بھی تہذیب جدید نے بڑے زور شور کے ساتھ جہالت کا قانون قرار دیا ہے۔ مگر تجربے نے ظاہر کر دیا ہے کہ اسلام کا یہ اصول انسانی فطرت کا عین تقاضا ہے۔ کیونکہ چند زوجیت (تعدد ازواج) کے قانون کو ختم کرنا دراصل درجنوں غیر قانونی زوجیت کا دروازہ کھولنا ہے۔

یہاں میں اقوام متحدہ کے ڈیموگرافک سالنامہ ۱۹۵۹ء کا حوالہ دوں گا۔ اس میں اعداد وشمار کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ جدید دنیا میں جو صورت حال ہے وہ یہ کہ بچے " اندر سے کم اور باہر سے زیادہ" پیدا ہو رہے ہیں۔ ڈیموگرافک سالنامہ کے مطابق ان ملکوں میں حرامی بچوں کا تناسب ساٹھ فیصدی ہے۔ اور بعض ممالک مثلاً پناما میں تو چار میں سے تین بچے پادریوں کی مداخلت یا سول میرج رجسٹری کے بغیر ہی پیدا ہو رہے ہیں یعنی ۷۵ فیصد حرامی بچے۔ لاطینی امریکہ میں اس قسم کے بچوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

متحدہ اقوام کے اس ڈیموگرافک سالنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم ملکوں میں حرامی بچوں کی پیدائش کا تناسب نفی کے برابر ہے۔ چنانچہ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ متحدہ عرب جمہوریہ (مصر) میں ناجائز بچوں کا تناسب ایک فیصدی سے بھی کم ہے۔ جب کہ متحدہ عرب جمہوریہ تمام مسلم ملکوں شاید سب سے زیادہ مغربی تہذیب سے متاثر ہوا ہے۔ مسلم ممالک دور جدید کی اس عام وباء سے محفوظ کیوں ہیں۔ اس کا جواب متحدہ اقوام کا سالنامہ مرتب کرنے والے ایڈیٹروں نے یہ دیا ہے کہ چونکہ مسلم ممالک میں چند زوجیت (POLY GAMY) کا رواج ہے۔ اس لئے وہاں ناجائز ولادتوں کا بازار گرم نہیں ہے۔ چند زوجیت کے اصول نے مسلم ملکوں کو وقت کے اس طوفان سے بچا لیا ہے۔ (MOVE OUT THANIM) مطبوعہ ہندوستان ٹائمز ۱۲ر ستمبر ۱۹۶۰ء۔

○